تحریک، جہد مسلسل اور استقامت کا نام ہے

مرکزی مجلس شوریٰ تحریک منہاج القرآن سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا خصوصی خطاب

مرتّب: صاحبزادہ محمد حسین آزاد / معاونت: مصباح کبیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں جملہ شرکاء اور خواتین و حضرات کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! کے مبارک کلمات کے ساتھ خوش آمدید کہتا ہوں اور آپ کے لئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھے اور استقامت کے ساتھ اپنے مشن کی منزل مقصود تک پہنچائے اور دنیا و آخرت کی رحمتوں اور برکتوں سے مالا مال فرمائے۔ پاکستان کے حالات نہایت خراب ہیں اور لاہور کا جو تازہ حادثہ حضور سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس کے احاطہ میں رونما ہوا ہے انتہائی افسوس ناک ہے اور دیگر حادثات جو پورے ملک میں ہورہے ہیں انتہائی درد ناک ہیں ان خراب اور پریشان کن حالات کے باوجود آپ اللہ جل مجدہ کی توفیق سے مشن کے کام کو آگے بڑھا رہے ہیں اور میرے ساتھ جسمانی اور ظاہری ملاقات کے فقدان کے باوجود بھی اپنے کام میں کمی نہیں آنے دے رہے یہ درحقیقت ایمان کی علامت ہے۔ سورہ آل عمران میں ہے کہ غزوہ احد کے موقع پر جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے شہید ہوجانے کی افواہ پھیل گئی تو ایک بھگدڑ مچ گئی تھی، انسانی بشری تقاضوں کے تحت بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوصلے پست ہوگئے۔ ان کا خیال تھا کہ جن کی خاطر ہم جہاد کرتے ہیں اور جن کی خاطر بڑے بڑے طاقتور دشمنوں کے سامنے سینہ سپر ہوجاتے ہیں جب وہ ہی نہیں رہے تو پھر کیا لڑنا اور جان دینا جبکہ چند ایک جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے گرد موجود رہے۔ دائیں بائیں اور پیچھے پلٹنے والوں کے لئے اور ان کی مذکورہ سوچ کو ختم کرنے کے لئے اللہ رب العزت نے فی الفور یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ط وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ط وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ. (آل عمران، ۳: ۱۴۴)

''اور محمد ﷺ (بھی تو) رسول ہی ہیں (نہ کہ خدا)، آپ سے پہلے بھی کئی پیغمبر (مصائب اور تکلیفیں جھیلتے ہوئے اس دنیا سے) گزر چکے ہیں، پھر اگر وہ وفات فرما جائیں یا شہید کر دیے جائیں تو کیا تم اپنے (پچھلے مذہب کی طرف) الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ (یعنی کیا ان کی وفات یا شہادت کو معاذ اللہ دین اسلام کے حق نہ ہونے پر یا ان کے سچے رسول نہ ہونے پر محمول کرو گے)، اور جو کوئی اپنے الٹے پاؤں پھرے گا تو وہ اللہ کا ہرگز کچھ نہیں بگاڑے گا، اور اللہ عنقریب (مصائب پر ثابت قدم رہ کر) شکر کرنے والوں کو جزا عطا فرمائے گا''۔ (عرفان القرآن)

اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت نے ان کی کمزوری کی نشاندہی کر کے ہدایت فرما دی اور دوبارہ ان کے حوصلوں کو بحال کیا اور انہیں ایک فکری اور تحریکی تسلسل اور اس میں دائمی استقامت کی راہ بتائی۔ آیت کے نزول کے بعد آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے واپس آنے والوں کو جنت کی خوشخبری سنائی۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا جب وصال ہوگیا تو آپ ﷺ چارپائی مبارک پر آرام فرما تھے۔ ابھی تجہیز و تکفین کا وقت نہیں آیا تھا، صحابہ کرامؓ رو رہے تھے۔ ایک چیخ و پکار تھی، کہرام تھا۔ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جذبات میں قابو سے باہر ہوگئے، آپ نے تلوار نکال لی اور کہا جس نے کہا محمد ﷺ وفات پاگئے ہیں تو میں اس کا سر قلم کردوں گا۔ خدا کی قسم انہوں نے وفات نہیں پائی۔

یہ بات سیدنا فاروق اعظمؓ نے کیوں کہی اس کے دو اسباب تھے ایک تو ان کا ذاتی یہ خیال تھا بلکہ کامل یقین تھا کہ حضور ﷺ کا اس وقت تک وصال نہیں ہوگا جب تک فتوحات نہ ہوں اور بہت سارا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ نہ آجائے۔ اس تصور کے پیچھے بھی قرآن مجید کی سورہ الفتح کی آیات تھیں۔ جن میں فرمایا گیا:

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَافِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَ اَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا o وَّمَغَانِمَ کَثِیْرَۃً یَّاْخُذُوْنَھَاط وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا o وَعَدَکُمُ اللّٰہُ مَغَانِمَ کَثِیْرَۃً تَاْخُذُوْنَھَا فَعَجَّلَ لَکُمْ ھٰذِہٖ وَکَفَّ اَیْدِیَ النَّاسِ عَنْکُمْ ج وَلِتَکُوْنَ اٰیَۃً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَیَھْدِیَکُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا o وَّاُخْرٰی لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَیْھَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰہُ بِھَاط وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا o (الفتح: ۱۸ تا ۲۱)

''بے شک اللہ مومنوں سے راضی ہوگیا جب وہ (حدیبیہ میں) درخت کے نیچے آپ سے بیعت کررہے تھے، سو جو (جذبۂ صدق و وفا) ان کے دلوں میں تھا اللہ نے معلوم کرلیا تو اللہ نے ان (کے دلوں) پر خاص تسکین نازل فرمائی اور انہیں ایک بہت ہی قریب فتح (خیبر) کا انعام عطا کیا اور بہت سے اموالِ غنیمت (بھی) جو وہ حاصل کررہے ہیں، اور اللہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے اور اللہ نے (کئی فتوحات کے نتیجے میں)

تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ فرمایا ہے جوتم آئندہ حاصل کرو گے مگر اس نے یہ (غنیمتِ خیبر) تمہیں جلدی عطا فرمادی اور (اہلِ مکہ، اہلِ خیبر، قبائل بنی اسد و غطفان الغرض تمام دشمن) لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیے، اور تاکہ یہ مومنوں کے لیے (آئندہ کی کامیابی وفتح یابی کی) نشانی بن جائے۔ اور تمہیں (اطمینان قلب کے ساتھ) سیدھے راستہ پر (ثابت قدم اور) گامزن رکھے اور دوسری (مکّہ، ھوازن اور حنین سے لے کر فارس اور روم تک کی بڑی فتوحات) جن پر تم قادر نہ تھے بے شک اللہ نے (تمہارے لیے) ان کا بھی احاطہ فرما لیا ہے، اور اللہ ہر چیز پر بڑی قدرت رکھنے والا ہے''۔ (عرفان القرآن)

ان آیات میں ارشاد فرمایا گیا کہ ایسی فتوحات ہونگی جن سے بہت سارے اموال غنیمت ہاتھ آئیں گے جن کی تم ابھی قدرت نہیں رکھتے اور ان کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔ فتوحات اور غنائم کا دوبار اشارہ تھا۔ پہلی فتوحات قریبی فتوحات تھیں جو مدینہ کے بعد فتح خیبر کی صورت میں ہوئیں۔ پھر اس کے بعد ایک اور وعدہ تھا جن کے بارے میں فرمایا گیا کہ آج تمہیں ان کی قدرت نہیں ہے یعنی اس وقت جو حالات تم دیکھ رہے ہو اس وقت تم تصور بھی نہیں کرسکتے کہ تم اس منزل تک بھی پہنچو گے۔ ان فتوحات سے مراد مکہ، ہوازن، حنین سے لے کر فارس اور روم کی فتوحات تھیں۔

تحریک منہاج القرآن آج جو ملکی حالات دیکھ رہی ہے آپ کی تعلیم و تربیت اور فہم و بصیرت کے لئے قرآن مجید میں درج حالات کے ساتھ موازنہ کرکے بات سمجھا رہا ہوں کہ حدیبیہ کے وقت جب یہ آیت اتری۔ اس وقت حالات یہ تھے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عمرہ کرنے کی بھی اجازت نہیں دی گئی، رکاوٹیں بہت مضبوط تھیں۔ تقریباً 1500 صحابہ کرامؓ ساتھ تھے اور سب اپنے قربانی کے جانور لے کر گئے تھے اور احرام باندھے ہوئے تھے۔ اس وقت سارے جان دینے اور شہید ہونے کے لئے تیار تھے۔ ان حالات میں وہ واپس پلٹ جائیں گے کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا تھا۔ یہاں ایک بڑا خاص نکتہ ہے۔ آپ بڑی توجہ اور انہاک کے ساتھ اس کو سمجھیں۔ بعض اوقات نامساعد حالات میں کچھ کارکن بڑے جذباتی اور جوش میں ہوتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں ٹکرا جانا چاہیئے۔ انقلاب اور تبدیلی کب آئے گی؟ ہم آگے کب بڑھیں گے؟ اس طرح کے جتنے سوالات ذہنوں میں پیدا ہوں یاد رکھ لیں یہ عدمِ استقامت اور عجلت نفس ہوتی ہے۔ نفس عجلت پسند ہے۔ استقامت کا فقدان ہوتا ہے اور استقامت میں کمزوری ہوتی ہے جس کے باعث یہ سوالات ذہنوں میں اٹھتے ہیں۔ ان نامساعد حالات میں قیادت اور کارکنان کے فرق کا پتہ چلتا ہے۔

کارکن جوش کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور قیادت ہوش کی آنکھ سے دیکھتی اور سوچتی ہے۔ اس وقت کے نامساعد

حالات کا آپ اندازہ کریں اور سورہ فتح کا مطالعہ کریں اور پھر پیغمبر کا خواب وحی ہوتا ہے۔ وہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے حکم پر نکلے تھے عمرہ کی غرض سے، قربانی کے جانور ساتھ ہیں۔ احرام باندھے ہوئے ہیں اور برگزیدہ ترین رسول کی قیادت میں صحابہ کرامؓ جنگ کے لئے تیار ہیں۔ دوسری طرف آقا ﷺ 10 سال کے لئے کمزور شرائط پر معاہدہ کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ ﷺ میں لفظ ''رسول اللہ'' بھی کٹوادیا گیا۔ ''بسم اللہ'' بھی کٹوادیا گیا اور جو پرانے وقت کا مروجہ لفظ تھا شروع کرنے کا وہ کلمات لکھے گئے۔ آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے احرام بھی کھلوادیئے، جانور بھی ذبح کروادیئے جبکہ وہ نہ تو احرام کھول رہے تھے نہ جانور ذبح کررہے تھے۔ آپ ﷺ نے دوبار صحابہؓ سے فرمایا لیکن وہ اسی طرح بیٹھے رہے، کیونکہ وہ پژمردہ تھے۔ پھر آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے مشورہ کیا کہ میں دو بار کہہ چکا ہوں صحابہؓ نہ احرام کھول رہے ہیں نہ جانور ذبح کررہے ہیں۔ انہوںؓ نے عرض کی کہ آپ پہلے خود اپنا احرام کھول دیں اور جانور ذبح کردیں۔ جب آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے احرام کھول دیا تو صحابہ کرامؓ نے بھی پھر سنت پر عمل کیا اور سب نے احرام کھول کر جانوروں کو ذبح کردیا۔ یہ ادب و احترام تو ان کی گھٹی میں تھا لہذا انہوں نے ایسا کرنا ہی تھا مگر اس وقت ان میں کتنا اضطراب اور بے چینی ہوگی جس پر اللہ پاک نے فرمایا:

فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا. (الفتح، ۴۸:۱۸)

''اور انہیں ایک بہت ہی قریب فتح (خیبر) کا انعام عطا کیا''۔ (عرفان القرآن)

آپ اندازہ کریں، میں آپ سے موجودہ حالات میں کہوں کہ آگے بڑھتے جائیں، فتح آپ کی ہوگی منزل آپ کی ہے۔ آپ سوچیں گے کونسی فتح؟ کونسی منزل؟ یہاں تو دن بدن تباہی ہورہی ہے، دہشت گردی ہے، خودکش حملے ہیں۔ حالات اس طرح کے ہیں کہ جان ہر وقت خطرے میں ہے لہذا کونسی فتح، کونسی منزل؟ مگر ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم نامساعد اور ناموافق حالات کو نہ دیکھیں بلکہ اپنے مشن اور اپنے سفر کی حقانیت کو دیکھیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان حالات میں فتح کی خوشخبری سنائی جب حالات سازگار نہیں تھے بلکہ بالکل مخالف تھے اور مسلمانوں میں پژمردگی تھی، کمزور شرائط پر معاہدہ ہوچکا تھا اور عمرہ کئے بغیر واپس مڑ کر جارہے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے فرما رہا ہے فتح آپ کی ہوگی۔ پھر اگلی آیات میں فرمایا دوسری فتوحات اور بھی ہونگی۔

وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ط وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا o (الفتح، ۴۸: ۲۱)

''اور دوسری (مکّہ، ہوازن اور حنین سے لے کر فارس اور روم تک کی بڑی فتوحات) جن پر تم قادر نہ تھے بے شک اللہ نے (تمہارے لیے) ان کا بھی احاطہ فرما لیا ہے، اور اللہ ہر چیز پر بڑی قدرت رکھنے والا ہے''۔ (عرفان القرآن)

یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام پینتیس ہزار صحابہ کی فوج کے ساتھ ملک شام کی سرحد تک پہنچ گئے تھے۔ مگر دوسری فتوحات کے وعدہ کی تکمیل آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے وصال کے بعد خلفائے راشدین کے دور میں ہوئی۔ معلوم ہوا کہ تحریک ایک تسلسل کا نام ہے جب فاروق اعظمؓ نے تلوار اٹھالی اور فرمایا کہ میں اس کو قتل کردوں گا جو کہے گا کہ حضور ﷺ وفات فرماگئے ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ یہ فتوحات ابھی ہونی ہیں اور یہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی حیات مبارکہ میں مکمل ہوں گی۔ یہ ان کا ذاتی خیال تھا جس کی وجہ سے انہوں نے وفات کے لفظ کو رد کردیا۔ اس موقع پر حضور سیدنا صدیق اکبرؓ نے نہایت جرأت و استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے خطبہ دیا کہ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ وہ (ﷺ) وہ اللہ کے رسول تھے اور وفات فرماگئے ہیں لیکن اللہ زندہ اور قائم ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام جو دین ہمیں دے گئے ہیں اور جو مشن ہمارے سپرد کرگئے ہیں اس کو ہم نے جاری رکھنا ہے۔ یہی آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی متابعت اور سنت ہے اور جو آپ کی متعین کی گئی منزل ہے اس کے لئے بھرپور سعی و کاوش کو جاری رکھنا ہے۔ بالفاظ دیگر سیدنا صدیق اکبرؓ نے واضح کردیا کہ گویا ہم اب بھی حضور ﷺ کی صحبت و سنگت میں ہیں اور جو اللہ کے وعدے ہیں وہ ہمارے ہاتھوں سے پورے ہوں گے۔ مگر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے فیض، واسطے اور وسیلے سے پورے ہوں گے۔ جیسے پہلے ہمیں سب کچھ آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے واسطے اور وسیلے سے ملا اس طرح فتوحات بھی حضور ﷺ کے وسیلہ سے ملیں گی۔ لہذا اس پر استقامت سے قائم رہیں۔

الحمدللہ تعالیٰ ایک میری آرزو تھی جو میں دیکھنا چاہتا تھا اور میں نے اپنی زندگی میں اپنے آپ کو ظاہری طور پر آپ سے علیحدہ کرکے مشاہدہ کیا ہے۔ میں آپ کے درمیان جسمانی طور پر موجود نہیں ہوں مگر اس کے باوجود آپ کو مبارک ہو کہ آپ نے استقامت اور تسلسل کا مفہوم، سنگت اور رفاقت کا مفہوم سمجھ لیا ہے اور اپنی منزل کی طرف بڑھ رہے ہیں اور آپ کا بڑھتے رہنا یہی میری سنگت اور میری رفاقت ہے۔ میں آپ کے ساتھ ہوں اور آپ میرے ساتھ ہیں۔ دیکھئے ہمارے دو بڑے اجتماع ہوتے ہیں جس میں آپ کے مرکز نے اور گورنمنٹ کے جو خصوصی بالائی محکمے ہیں انہوں نے مجھے روکا اور اجازت نہیں دی کہ میں پاکستان آؤں اور میری عدم موجودگی کے باوجود اعتکاف اور عالمی میلاد کانفرنس کا عظیم الشان روحانی اجتماع نہ صرف کامیاب بلکہ عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ اس کے علاوہ بھی آپ نے تحریک کی سرگرمیوں کو بھرپور کامیابی کے ساتھ جاری و ساری رکھا ہے اور کامیاب بنایا ہے اس پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اس سال مجموعی طور پر تحریک اور اس کے جملہ فورمز نے الحمدللہ پچھلے سالوں کی طرح بہت شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے جس میں منہاج القرآن علماء کونسل، یوتھ لیگ، MSM اور ویمن لیگ بھی ہے۔ مرکز نے لکھ کر بھیجا ہے کہ تمام فورمز بالخصوص منہاج القرآن

ویمن لیگ کی کارکردگی نمایاں رہی ہے۔ اس پر ویمن لیگ کی بیٹیوں کو خصوصی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

اب جو بات میں نے آپ کو آج سورہ الفتح کی آیات کریمہ کے حوالے سے سمجھائی ہے اس کی روشنی میں حضور ﷺ کے نعلین پاک، صحابہ کرامؓ، خلفائے راشدینؓ، اہل بیت اطہارؓ اور سنت نبوی ﷺ کے تحریکی تسلسل کے فیض سے یہ بات ماشاء اللہ حق ہے کہ مستقبل تحریک منہاج القرآن کا ہے کیونکہ تحریک منہاج القرآن مصطفوی فیضان کا تسلسل ہے۔ اس صدی کی تجدیدی اور مجددانہ تحریک ہے۔ مستقبل آپ کا ہے، کامیابی آپ کی ہے، فتوحات آپ کی ہیں۔ آپ اپنی طاقت کو بڑھاتے چلے جائیں اور قوم میں بیداری شعور کے لئے کام کریں۔ کیونکہ قوم میں اس لمحے تک مجموعی شعور بیدار نہیں ہوا ہے۔ آپ اس طرف مت سوچا کریں کہ انقلاب کب آئے گا؟ کیونکہ قوم منہاج القرآن کے کارکنان کا نام نہیں ہے۔ قوم پاکستان میں سترہ کروڑ بسنے والے لوگوں کا نام ہے۔ اگر سترہ کے سترہ کروڑ لوگوں کا شعور بیدار نہیں ہوتا تو کم سے کم ان میں سے دو کروڑ افراد کا شعور بیدار کر کے باہر لے آئیں تاکہ اس پورے کے پورے استحصالی، ظالمانہ اور بے ایمانی پر مبنی کرپشن، دھاندلی، خیانت، جبر و استبداد، لوٹ مار اور حرام کاری پر مبنی پورے نظام کو زمین بوس اور تباہ و برباد کر دے۔ لہذا انقلاب کے لئے دو کروڑ عوام کا تیار ہونا ضروری ہے۔

اس ملک میں کوئی نظام نہیں ہے۔ یہ لوگ جس کو نظام کہتے ہیں وہ لوٹ مار ہے، عیاشی ہے۔ حرام خوری ہے۔ ایک دوسرے پر ناجائز پردہ ڈالنا ہے۔ مل جل کر حرام کھانا ہے اور چوروں، لٹیروں اور دہشت گردوں کو چھپانا اور ان کو تحفظ فراہم کرنا ہے۔ پوری قوم کو بے وقوف بنانا ہے۔ یہ جو عمارتیں کھڑی ہیں اسلام آباد میں، لاہور میں اور اردگرد صوبوں اور شہروں میں اس کے اندر جا کر بیٹھنے والے جو اپنے آپ کو قوم کا نمائندہ کہتے ہیں یہ کسی کے نمائندہ نہیں یہ اپنے مفاد کے نمائندے ہیں۔ لیکن اس نظام کے خلاف نہ میں آپ کو مسلح کرنا چاہتا ہوں اور نہ میں آپ کو اسلحہ اٹھانے کی اجازت دوں گا اور نہ کسی چاقو اور بلیڈ کی اجازت دوں گا کیونکہ میں آپ کو دہشت گرد نہیں دیکھنا چاہتا۔

آپ کا مقابلہ ایک طرف دہشت گردوں سے ہے اور دوسری طرف سیاسی جیرہ بلیڈوں سے ہے اور آپ نہتے اور پرامن ہیں۔ آپ کے پاس صرف پانچ اسلحے ہونے چاہئیں۔ پہلا اسلحہ شعور کا، دوسرا اسلحہ جذبہ کامل کا تیسرا اسلحہ آپ کے عمل اور کردار کا، چوتھا آپ کے اخلاص اور استقامت کا اور پانچواں ان تھک جدوجہد کا۔ یہ پانچ اسلحے آپ رکھ لیں اور جو شخص اپنے پاس گولہ بارود تو دور کی بات ہے چاقو بھی رکھے اس کو بھی منہاج القرآن سے فارغ کر دیا جائے۔ میں دہشت گردی کا اتنا بڑا دشمن ہوں کہ ہم جان دے سکتے ہیں کسی کی جان لے نہیں سکتے۔ ہم پرامن لوگ جو دنیا میں امن چاہتے ہیں جب لڑیں گے تو ان پانچ اسلحوں سے لڑیں گے۔ اس لئے دہشت گردوں

کو دس لاکھ آدمی بھی کافی ہیں لیکن پرامن لوگوں کو دو کروڑ آدمی چاہئیں۔ کیونکہ آپ نے گولی تو مارنی نہیں لاشیں گرنی ہیں تو گرانے والے کتنی لاشیں گرالیں گے۔ میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ 10 ہزار لاشیں بھی نہیں گراسکتے شاید 5 ہزار بھی نہیں گریں گی کہ انقلاب آجائے گا۔ سارا کچھ ملیا میٹ ہوجائے گا۔ پرامن رہنے والوں کا جو خون شہادت ہے ان کا ایک ایک قطرہ انقلاب لاتا ہے۔ دو کروڑ آدمی تیار کریں۔ اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ تنظیمی ڈھانچے کو ملک کی یونین کونسل تک کھڑا کردیں بس سادہ سا فارمولا ہے۔ جبکہ آپ تحصیلوں اورضلعوں تک پھرتے رہتے ہیں۔ اس سے انقلاب نہیں آئے گا۔ اس سے دو کروڑ آدمی نہیں آئیں گے۔ جب تک بنیادی سطح (گراس روٹ لیول) تک تنظیم کھڑی نہ ہو اور UC لیول تک تحریک منہاج القرآن، MSM، یوتھ لیگ، علماء کونسل اور ویمن لیگ کا پورا ڈھانچہ (Structure) نہ ہو۔ آپ کے جو فورمز (Field) میں کام کرتے ہیں ان کی ایگزیکٹو کونسل ہو، دفاتر ہوں، لائبریری ہو، ٹیم ورک ہو۔ جب تک آپ یہ کام نہیں کرلیتے اس وقت تک یہ تذکرہ مت کریں کہ انقلاب کب آئے گا؟ وہ شخص لوگوں کو بزدل بنانا چاہتا ہے جیسے عبداللہ بن ابی جو منافقوں کا سردار تھا۔ وہ کہتا تھا (نعوذ باللہ) حضور ﷺ ہمیں مروا رہے ہیں۔ جنگ کب ہوگی؟ فتح کب ہوگی؟ انقلاب کب آئے گا؟

اسی طرح ماؤزے تنگ کبھی کسی کو یہ جملہ بولنے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ امام خمینی جب ایران کے ایئر پورٹ پر اترا تو اس وقت اس سے پوچھا گیا کہ انقلاب کے بارے میں آپ کو کتنا یقین ہے اس نے کہا مجھے تو یہ بھی اندازہ نہیں کہ اترتے ہی قید کرلیا جاؤں تم انقلاب کی بات پوچھتے ہو۔ انقلاب لیڈر نہیں لاتا انقلاب عوام لاتے ہیں۔ خمینی ایئر پورٹ پر اترے تو سامنے کروڑ ہا افراد کا سمندر تھا لہذا انقلاب آگیا اور اس کے Land کرنے سے پہلے شاہِ ایران نے دیکھا کہ کروڑوں آدمی باہر نکل آئے ہیں تو شاہ ایران بھاگ گیا۔ اسی طرح آج بھی وہ سب بھاگ جائیں گے جو 60 سال سے قابض ہیں۔ آپ دو کروڑ آدمی باہر لے آئیں پھر دیکھیں انقلاب کیسے آتا ہے۔ دوسرا یہ کہ خمینی 20 سال تک ملک میں موجود نہیں تھے۔ مگر ماں کی گود میں بھی بچے کو خمینی کی کیسٹیں سنائی گئیں۔ انہوں نے کام کیا اور لوگوں کی ذہن سازی کی لہذا آپ کے لئے دوسرا ٹارگٹ یہ ہے کہ 16/17 کروڑ میں سے کم از کم 10 کروڑ کو کیسٹیں سنائیں، QTV کی مہم چلائیں، اپنے پرائیویٹ نیٹ ورک چلائیں۔ شہر شہر، گھر گھر میں پیغام پہنچائیں تاکہ لوگ شناسا اور شعور یافتہ ہوں۔ انہیں جمع کریں اور کیسٹ چلائیں۔ جو حلقہ درود ہے ان کو حلقہ درود وفکر بنائیں اور آئندہ یہ نام رکھیں۔ ''حلقہ درود وفکر''۔ گھر گھر انقلاب بذریعہ کیسٹ لائیں اور ہر شخص اس کے اندر اپنا کردار ادا کرے۔ ایک نئے دور کا آغاز کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو اور مشن پر استقامت عطا فرمائے۔